



حضورتاج الشریعہ اور بخاری شریف کی پہلی حدیث کا درس

مولانا محمد رضا مرکزی، الجامعۃ القادریہ نجم العلوم مالیکا قادری

اس دنیا میں ان گنت لوگ آتے اور جاتے رہتے ہیں۔ کسی کو یاد رکھا گیا کسی کو جھلادیا گیا۔ کوئی بعد موت بھی زندوں کی طرح ہے اور کوئی حیات میں بھی مددوں کی طرح۔ لیکن حضورتاج الشریعہ، بدراطیریقہ، حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری برکاتی علیہ الرحمہ ان سب میں ممتاز نظر آتے ہیں۔ آپ کی عوام و خواص میں بے پناہ مقبولیت کا ذکر کرتے ہوئے نائب مفتی اعظم اعظم ہند شارخ بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”حضور مفتی اعظم ہند کو اپنی زندگی کے آخری پچیس سالوں میں جو مقبولیت و ہر دل عزیزی حاصل ہوئی وہ آپ کے وصال کے بعد از ہری میاں کو بڑی تیزی کے ساتھ ابتدائی سالوں ہی میں حاصل ہو گئی اور بہت جلد لوگوں کے دلوں میں از ہری میاں نے اپنی جگہ بنالی۔“
حضور مفکر اسلام علامہ قرالزماں عظی صاحب فرماتے ہیں۔

”حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ ایک شخصیت کا نام نہیں۔ ایک زمانے کا ایک عہد کا نام ہے ایک دم سے زمانے پر چھا جانے والی ذات کا نام ہے۔“

الحمد للہ ثم الحمد للہ راقم کو یہ شرف حاصل رہا کہ نوسال کا ایک سہرا زمانہ حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے قدموں میں ایک خادم و تلمیذ کی حیثیت سے گزارنے اور مرشد برحق کو دیکھنے سمجھنے کا موقع میسر آیا۔ حضرت نے ہمیں بخاری شریف اور الاشباہ والظاہر پڑھایا اور کئی مقالے راقم کے حضورتاج الشریعہ نے سماحت کیے اور اصلاح فرماتے ہوئے اپنی پسند خنگی کے ساتھ خوب خوب دعاوں سے بھی نوازا الحمد للہ ثم الحمد للہ! جیسا دیکھا اور کیسا پایا؟؟۔ تو سنو!!! ایک مشفق معلم، ایک روحانی مرشد، ایک باوقار مریب، ایک مایہ ناز مفسر، ایک کامیاب مترجم، ایک بلند پایہ شاعر، ایک منفرد مصنف، ایک مخلص ناقد، ایک عظیم زاہد، ایک شب زندہ دار عابد، ایک باعمل عالم، ایک ممتاز فقیہ، ایک سچے عاشق، ایک پروانہ شمع رسالت۔

منفرد اور گونا گول خصوصیات کے حامل حضورتاج الشریعہ اس ذات کا نام ہے جنہیں مولانا رضا علی خان سے شجاعت ملی۔ مولانا نقی علی خان سے علم تفسیر ملا۔ امام احمد رضا خاں سے قلم ملا۔ حضور جنت الاسلام سے حسن ملا۔ مفتی اعظم ہند سے تقویٰ ملا۔ واللہ ما جد حضور ابراہیم رضا سے قرآن فتحی کا اندازہ ملا۔ ایک تھہزادت میں لکھنی نجمنیں سمٹ آئی تھیں۔ پیش نظر مضمون میں اپنے مشاہدات کی بنیاد پر آپ کے درس حدیث کے عالمانہ انداز کو قلمبند کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف کا وہ حسین و جمیل اور ناقابل فراموش دن آج بھی مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ جو میرے لیے کسی بہت بڑی نعمت سے کم نہ تھا۔ جب دل کو قرار دینے والی ذات، ہمدرم و دمساز، حسن و جمال کے پیکے،

شفقت و محبت کے بیکار اس مندر میرے مرشد و استاذ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ کی زبان فیض ترجمان سے بخاری شریف کی بھلی حدیث کا درس حاصل کرنے کا شرف ملئے والا تھا۔ وہ وقت سعید جس کا ہم جماعت ساتھیوں سمیت مجھے بے جینی سے انتظار تھا ہماری قسمت کی معراج کہ آجھی گیا اور ایک عظیم علمی و روحانی درس جس کی حسین یادوں کی مٹھنڈ ک آج بھی قلب و ذہن میں موجود ہے۔ مذکورہ درس راقم الحروف نے اپنے موائل میں ریکارڈ کر لیا تھا۔ حضرت نے کرم فرمایا اور اجازت حدیث و دلائل الخیرات و تفسیرہ بردا و دیگر اوراد سے نوازا۔ ایک مشفیق و مہربان استاد کی ساری صفات آپ میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔

آپ مجھے سلکتے ہیں کہ جو طلبہ روز ۱۲ کلومیٹر سے آتے ہیں ان کا خرچ بھی ہوتا ہو گا۔ اور مدارس کے طلبہ کا جیب خرچ بھی کم ہوتا ہے اس بات کو ملحوظہ رکھتے ہوئے جامعہ کی جانب سے ہمیں ہر ماہ دن کے اعتبار سے آنے جانے کا کرایہ ملا کرتا تھا۔ میں اپنی اس سعادت عظیٰ پر جتنا ناز کروں کم ہے کہ ان گنت مرتبہ قدم بوسی اور دست بوسی کے علاوہ ناچیز نے حضور تاج الشریعہ کی خدمت کا شرف حاصل کیا ہے۔

حضور تاج الشریعہ کا طریقہ تعلیم بڑا منفرد، جامع اور ایسا حسین ہوتا تھا کہ ہمیں یوں لکھا جیسے کوئی ہمیں پڑھانہیں رہا ہے بلکہ پڑھا بے۔ آپ کا طرز فہمایش اللہ اللہ! کیا کہنے دتیں سے دقيق مسائل بڑی آسانی اور سہل طریقے سے یوں حل فرمادیا کرتے کہ ہمیں ذرا بھی مشکل پیش نہیں آتی۔ آپ درس حدیث میں اس بات کا التزام فرماتے تھے کہ شخص مفہوم حدیث سے واقفیت نہ ہو بلکہ اس کے داخلی رموز بھی ذہن نشین ہو جائیں۔ پہلے تفاسیر کی روشنی میں شرح کرتے، پھر اصول حدیث سے اس کی وضاحت فرماتے، راویان حدیث کے بارے میں فہمایش کرتے ہوئے فن اسما، الرجال کے دریا بھاٹے۔

ہم جملہ طلبہ سے مشفقاتہ و مریبانہ اور محبت آمیز رویہ رکھتے تھے۔ بھی پر نہایت مہربان تھے، انھیں شفقت و محبت سے نوازتے اور ہر طرح ان کی خدمت کرتے حتیٰ کہ غریب و نادر طلبہ کو خفیہ طور پر خرچ کے لیے رقم بھی عنایت فرماتے۔ یوں ہی درس و تدریس کے ذریعہ ان کی خدمت کرتے، نہایت شفقت و محبت سے ان کو پڑھاتے، علم تافع حاصل ہونے کی دعائیں دیتے، کوئی طالب علم مسئلہ دریافت کرتا یا حدیث یافد کی کتاب کے آغاز کے وقت تبرکا پڑھنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا، آپ نہایت شفقت سے جواب دے کر مطمئن فرماتے، جلسہ دستار فضیلت کے موقع پر علماء طلبہ کے لیے خصوصی دعوت کا اہتمام فرماتے تھے۔ خوشی کے موقع پر کھانے پکو اک طلبہ کو کھلاتے۔ بیش تر طلبہ ایسے تھے جو دونوں وقت آپ کے یہاں کھاتے تھے، بعض طلبہ کو ان کے ذوق علیٰ کی بنابر آپ خود اپنے مکان پر ٹھبرا تے اور نہایت لطف و کرم سے قیام و طعام کا بندوبست فرماتے نیزان کو اپنے علمی و روحانی فیضان سے مالا مال کرتے۔ غرض یہ کہ علماء کی توقیر، طلبہ سے شفقت و محبت جو آج کل بڑی بڑی ہستیوں میں منقول و اپنی جاری ہے۔ وہ آپ کا طرہ اسی از تھا۔ حضور تاج الشریعہ کا ایک یادگار درس حدیث نذر قارئین کیا جاتا ہے۔ پڑھیں اور علم

حدیث و فقد و اسما نے الرجال کے ایک جبل شامخ کی ذات کو پہچانیں:

”باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رویٰ کی ابتدا کیسے ہوئی (حدیث نیت کی درستگی کے بارے میں) و قول اللہ جل ذکرہ إنما أوحينا إليك كلاماً أو حينا إلينا نوح والنبيين من بعده“ اور اللہ عز وجل کا یہ فرمان کہ ”ہم نے بلاشبہ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ



کی طرف وحی کا نزول اسی طرح کیا ہے جس طرح حضرت نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد آنے والے تمام نبیوں کی طرف کیا تھا۔

حدیث نمبر (۱): حدثنا الحمیدی عبد الله بن الزبیر قال حدثنا سفیان قال حدثنا یحییٰ بن سعید الأنصاری قال أخیرتی محمد بن إبراهیم التیمی أنه سمع علقمة بن وقاص اللیثی يقول سمعت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ علیه السلام قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَاتِ وَإِمَالُكُلِّ امْرٍ مَا نَوْيَ فِينَ كُلُّهُ هجرتہ إلى دنیا يصیبها أو إلى أمرأة ينكحها فهجرتہ إلى ما هاجر إليه"

ہم کو حمیدی نے یہ حدیث بیان کی، انہوں نے کہا کہ ہم کو سفیان نے یہ حدیث بیان کی، وہ کہتے ہیں ہم کو یعنی ما ہجیہ انصاری نے یہ حدیث بیان کی، انہوں نے کہا کہ مجھے یہ حدیث محمد بن ابراہیم تھی سے حاصل ہوئی۔ انہوں نے اس حدیث کو علقمہ بن وقاص لیشی سے سنا، ان کا بیان ہے کہ میں نے مسجد نبوی میں منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ علیہ السلام کے زبان سے سنا، وہ فرمائے تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تھے کہ قوم اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔ پس جس کی بحیرت (ترک ہیں) دولت دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض ہو۔ پس اس کی بحیرت ان ہی چیزوں کے لیے ہو گی جن کے حاصل کرنے کی نیت سے اس نے بحیرت کی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کا محدثین میں بہت بڑا مقام ہے۔ اور آپ کی جامع صحیح جس کو آپ نے حضور ﷺ کی احادیث مثلاً ضعیف، مطرد، معلل اور دیگر اقسام حدیث کو ترک کر کے جو صحت کے صحیح درجہ پر پہنچی اسی کو لیا۔ اور ان احادیث سے مجرور کا جو درجہ صحبت پر نہیں تھی۔ اور حضرت امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت سن ۱۹۳ ہجری میں ہوئی اور وصال شریف ہجری ۱۵۱

عمر شریف ۲۲ سال ہوئی کسی شاعر نے اس کو ابجد کے حساب سے ایک شعر میں جمع کیا ہے۔ مادہ تاریخ "صدق" ہے جس کے ۱۹۲ بنتے ہیں۔ اور مدت موت کاما مادہ تاریخ "حمدیہ" جس کے ۲۲ بنتے ہیں۔ اور وفات کاما مادہ تاریخ "نور" ہے جس کے ۲۵۶ بنتے ہیں۔ آپ نے یہ کتاب نایاب ۱۶ برس میں تصنیف فرمائی اور اس کی ابتداء بخارا میں کی اور بعض لوگوں نے یہ کہا کہ امام بخارا نے اپنی بخاری کی ابتداء مکہ مکرمہ میں کی۔ اور امام بخاری فرماتے ہیں کہ روضہ رسول ﷺ اور ریاض الجنة کے درمیان میں بیٹھ کر میں نے یہ کتاب تصنیف کی۔ اور جب بھی میں نے کوئی حدیث اپنی کتاب میں جمع کی میں نے استخارہ کیا ورکعت نماز پڑھی اور غسل کے بارے میں بھی آتا ہے۔ اس طرح آپ نے اہتمام تدوین حدیث رسول ﷺ کیا۔

ابتداء کے بارے میں جو مختلف روایات ہیں اس کی تطبیق اس طرح ہے کہ آپ نے بخارا میں اپنی کتاب کی تصنیف کو شروع کیا پھر مختلف بلاد کا جسمیں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بصرہ شامل ہیں۔ وہاں پر آپ اس کی تصنیف میں لگرے اور اس کا تکمیل مدینہ منورہ میں سرکار اببد قرار ﷺ کے روضہ پاک کے سامنے یہ کتاب مکمل ہوئی۔ ۱۶ سال میں آپ نے اس کتاب کو مرتب کیا اور شرق سے لے غرب تک تمام علمائے محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن عظیم کے بعد اس کتب درکانہ نہیں۔ ایک صحیح بخاری اور دوسری صحیح مسلم اب اس میں اختلاف ہے کہ صحیح بخاری افضل ہے کہ مسلم، جمہور اس طرف گئے ہیں کہ بخاری افضل ہے اس لئے کہ اس میں امام بخاری رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ کی شان فقاہت اور ان کے اجتہادی لکات زیادہ



بھی جو قاری کو مطالعہ کے دوران پتہ چلے گا کہ امام بخاری رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ نے کبھی حدیث کو منحضر اور کبھی طویل اور کبھی مکر اور ایک ہی حدیث کو متعدد طرق سے نقل کرتے ہیں۔ یہ سب آپ احکام کی وجہ سے لے کر آتے ہیں۔ کبھی کوئی حدیث سے سند کا فائدہ ہوتا ہے، کبھی متن سے فائدہ مقصود ہوتا ہے۔ پھر اس پر جواہ حکام مرتب ہوتے ہیں اس کے اعتبار سے امام بخاری رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ حدیث کو لے کر آتے۔ اسی وجہ سے امام بخاری رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ کبھی حدیث منحصر ذکر کرتے ہیں اور کبھی مکمل۔ اور بعض لوگ تطبیق یہ کرتے ہیں کہ باعتبار شرائط بخاری افضل ہے۔ اور باعتبار فضائل مسلم افضل ہے۔ اور شرط یہ ہے کہ جو راوی اپنے سے اوپر والے سے روایت کر رہا ہے اس کی ملاقات بالفعل متحقق ہوئی ہو۔ کہ اس کی اس سے ملاقات ہوئی ہو جب ہی اس کو امام بخاری رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ درجہ صحت پر مانتے ہیں۔ امام مسلم رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ نے اس شرط میں امام بخاری رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ سے اختلاف کیا اور جمہور محدثین اور علمائے حدیث اس میں امام مسلم کے ساتھ ہیں ان کے نزدیک بالفعل ملاقات ہونا شرط نہیں ہے۔ ان دونوں کے روایت کی شرط یہ بھی ہے کہ یہ مشہور صحابی سے روایت کرتے ہیں اس شرط پر کہ اس مشہور صحابہ سے کم سے کم دو تابعین محدثین نے روایت کیا ہو۔ لیکن دونوں حضرات نے خود بعض جگہ اپنی کتاب میں ان شرائط کی مخالفت بھی کی ہے۔ چنانچہ یہی حدیث : انما الاعمال بالنبیات۔ یہ حدیث فرد ہے ہر طبقے میں۔ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا جاتا ہے۔ اس حدیث کو علieme بن وقاری لیشی تابعی نے روایت کیا۔ تنہا عمر ابن خطاب سے۔ اور علieme بن وقاری لیشی تابعی سے تنہا روایت کیا ابراہیم تیجی نے، یہ بھی تابعی ہیں۔ سیفیان بن سعید انصاری نے یہ حدیث بیان کی۔ سفیان سے۔ ان کے بعد روایت کیا ہے شیخ امام بخاری حمیدی عبد اللہ ابن زید نے۔ تو یہ پورے سلسلہ سند میں ایک مشہور تابعی ایک صحابی سے روایت کر رہا ہے تو یہ خود ان کی شرط کے خلاف ہے۔ لیکن یہ حدیث دین کی اصل عظیم ہے کہ سند کے اعتبار سے اگرچہ یہ حدیث فرد ہے مگر اس حدیث کو ہر زمانے میں علماء نے ہاتھوں باقاعدی۔ اب یہ حدیث تلقی بالقبول سے تلقی بالقبول کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہے۔ کہ حضرت عمر ابن خطاب نے مدینہ میں اس حدیث کو منبر رسول ﷺ پر بیان کی تو اس وقت کتنے صحابی و تابعین ہو گے اور اس کے بعد سے آج تک علماء، محدثین وغیرہ کتابوں میں لکھتے پڑتے آرہے ہیں۔ تو اگرچہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے فرد ہے مگر یہ اب اس تلقی کے اعتبار سے مشہور اور متواتر کے درجہ میں ہے۔ اور امام بخاری رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ نے یہاں باب یہ باندھا۔

یہ باب اس بات کی کیفیت بتانے کے بارے میں ہے کہ رسول ﷺ کی طرف وحی کی ابتدا کیسے ہوئی؟ وحی یہ عربی لفظ ہے اس کے مختلف معنی آتے ہیں زیادہ تر اس کے معنی میں ”آہستہ طور پر بتانا“ تو وحی کتابت کے معنی میں بھی آتا ہے اور الہام کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اور وحی کا معنی اشارہ بھی آتا ہے۔ اور زبان شرع میں وہ ایک خاص پیغام ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے اس خاص بندے کو بتاتا ہے جو منصب نبوت پر فائز ہوتا ہے۔ اور وہ پیغام جوانبیائے کرام کی طرف اللہ کی جانب سے آتا ہے۔ اور اسکے علاوہ وحی کا اطلاق غیر انبیاء کے لئے قرآن پاک میں شہد کی کمی کے لئے وحی کا لفاظ استعمال ہوا ہے وہاں پر اس سے مزادگانہ استہبانہ مراذ ہے اور وحی جوانبیا کو ہوتی ہے وہ کئی طریقے سے ہوتی ہے۔ کبھی فرشتہ اپنی اصل صورت میں تشریف لاتا ہے اور کبھی کسی انسان کی صورت میں آتا ہے۔ اور کبھی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کے دل میں کوئی پیغام ڈال دیتا ہے۔ اور کبھی یہ ہوتا

ہے کہ خواب میں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے برگزیدہ نبی کو پیغام سناتا ہے کہ انہیے کرام کے جتنے منامات میں سب سکر دھی ہیں۔ اور اس معاملے میں وہ ہم سے جدا اور ممتاز ہیں کہ ان کا خواب عام انسانوں کی طرح نہیں ہوتا ان کو جو کچھ خواب نہیں آتا جاتا ہے وہ کرنے کا حکم من جانب رب ہوتا ہے۔ اب یہاں پر جو حدیث انہا الاعمال بالنیات ذکر کی گئی ہے۔ بظاہر تو اس کی باب سے کوئی مناسبت نظر نہیں آتی۔

حضرت عمر نے حدیث رسول ﷺ کو منبر پر بیان کرتے ہوئے دیکھاں لئے خود بھی منبر پر حدیث بیان کی۔ یہاں پر امام بخاری نے اپنی عادت کے مطابق حدیث کا ایک کلکڑا حذف کر دیا اس سلسلے میں ان پر اعتراض ہوا کہ ان کے شیخ حبیبی نے اس حدیث کو پورا تقلیل کیا ہے امام بخاری رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ نے اس کو یہاں ذکر نہیں کیا و سری جگہ ذکر کیا ہے۔ امام بخاری رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ کے نکات اور رموز بہت دقیق ہیں۔ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں پر ایک فائدہ تقلیل کیا ہے کہ امام بخاری رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ نے حدیث اخلاص کے سلسلے میں نہیں کر رہے ہیں تو انہوں نے تزکیہ نفس سے اپنے اپر اور دور رکھنے کے لئے کہ اپنی تعریف خود کریں یا اس کا شانہ بہ ہو اور اشارہ کریں نیک تو وہ جملہ حذف کر دیا وہ جملہ ہے یہ: فعن کائن هجرتہ الی اللہ ورسولہ فهجرتہ الی اللہ ورسولہ جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بھرت کرے تو اس کی بھرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے یعنی مقبول ہے۔

اب یہاں پر ایک بات یہ کہ امام بخاری رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کو اس باب کے تحت ذکر کیا۔ باب یہ باندھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتداء کیسے ہوئی؟ اور حدیث وہ ذکر کر رہے ہیں جو باب سے بالکل بیگانہ ہے تو اس کا ایک جواب تو یہ دیا جاتا ہے کہ امام بخاری رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کو خطبہ کتاب کے طور پر جیسا کہ مصنفوں دیجا پڑھ لفظ لکھتے ہیں، کے طور پر پیش کی۔ اور اس میں امام بخاری رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ کی عادت و سرے مصنفوں سے الگ ہے کہ جب دوسرے مصنفوں جب کوئی کتاب شروع کرتے ہیں تو اس میں ان کے اپنے الفاظ ہوتے ہیں لیکن امام بخاری رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ میں حضور سرور عالم ﷺ کے اقوال اور ان کے افعال کا میں احاطہ کر رہا ہوں اور میں ان کی حدیث لکھ رہا ہوں لہذا انہوں نے چاہا کہ کوئی بھی لفظ جہاں تک ہو سکے حتی الامکان وہ میرانہ ہو جو کچھ ہو وہ اللہ کا ہو اور اس کے رسول ﷺ کا ہو۔ لہذا وہ خطبہ کتاب کے طور پر قاری کو تنبیہ کے لئے حدیث نیت ذکر کی تاکہ تحصیل حدیث کرنے والاہ شیار ہو جائے کہ وہ کسی دنیا، شہرت کے لئے حدیث کا حصول نہ کرے بلکہ غالباً لوجہ اللہ تحصیل حدیث کرے۔ ایک بات اور ہے اس حدیث اخلاص میں سمجھنے والی کہ اخلاص کے ساتھ ساتھ بھرت کا بھی ذکر ہے جو باب سے مناسبت نہیں ہے لیکن اگر تالیم کیا جائے تو مناسبت ہو سکتی ہے۔ کہ اس حدیث میں جس طریقے سے آیت کریمہ میں بتایا کہ ہم نے بلاشبہ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے طرف وحی کا نزول اسی طرح کیا ہے جس طرح حضرت نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد آنے والے تمام نبیوں کی طرف کیا ہا۔ نوح علیہ السلام اور تمام انبیاء کرام کی طرف جو وحی کی گئی ایک قوم کے مطابق اس سے مراد نیت اور اخلاص سے بھی اس لیے امام بخاری نے حدیث کے شروع میں یہ آیت کی۔“

یہ تھا حضور تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہ کا وہ یادگار درسی حدیث جو ناچیز کے بشمول میرے جملہ ہم سبق ساتھیوں مفتی عبدالبانی





مرکزی (مدرس جامعۃ الرضا بریلی شریف)، مفتی فیصل رضا مرکزی (مدرس جامعۃ الرضا بریلی شریف) اور مفتی محمد طیب رشیدی مرکزی (مدرس دارالعلوم غوث الوری، اورنگ آباد) وغیرہ کو آپ نے دیا تھا۔ آج بھی اس درس کی چاشنی، حلاوت، مٹھاں اور میرے اپنے شیخ و مرتبی، مرشد طریقت حضور تاج الشریعہ کا شفقت و محبت بھرا انداز بار بار یاد آ رہا ہے، فکر و قلم اور ذہن و قلب اس وقت بوجھل بوجھل ہے اور در دوالم سے بھرے ہوئے ہیں پھر بھی یہ چند سطریں آپ کے عقیدت مندوں کی صفائی میں بشكل تحریر مودبائی حاضری کے لیے پیش کی گئی ہیں۔

